ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۶۱ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

آہ! امیرِ شریعت

نور محمد انور۔ کالاباغ

(ا) اے خطیبِ ملک و ملت، اے امیرِ باکمال
کر گیا ہے آج کیوں ملت کو تو وقفِ ملال

(ہ) ہو گیا وقفِ خزاں اب سارا عالم بے گماں
مضمحل فرقت میں تیری ہو گیا سارا جہاں

(ا) اس جہانِ فانی سے اِک دن سبنے ہونا ہے فنا
خالقِ کونینؐ کا ارشادؐ بے شک ہے بجا

(م) ملک و ملت کو ہے تیری موت پر صدمہ عظیم
خادمِ اسلام تھا، تو ملک و ملت کا زعیم

(ی) یاد کرتی ہی رہے گی تجھ کو اے والا صفات
ملتِ اسلامیہ خدمت تری ساری حیات

(ر) روشنی بن کر رہا دنیا میں تو روشن دماغ
تیری رحلت سے ہوا علم و ادب کا گُل چراغ

(ش) شرعِ نبویؐ کی اطاعت میں تری گذری حیات
عالمانِ دین میں مشہور تھا تو ذی صفات

(ر) رہنمائے قوم تھا تو سیدالاحرار تھا
جان و دل سے تو فدائے احمدِ مختار تھا

(ی) یک زباں ہو کر رہا ہر بات میں ثابت قدم
تو نے ہر آلام میں اونچا کیا دیں کا عَلَم

(ع) عالمِ اسلام میں زندہ رہے گا تیرا نام
خلد میں تجھ کو ملے گا بالیقیں اونچا مقام

(ت) تیری تربت پر سدا ہو رحمتِ حق کا نزول
یاخدا یہ التجا انورؔ کی ہو جائے قبول

لہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۷ — ۲۶ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۶۱ء — شمارہ ۱۹

محکمہ تعلیمات اور محکمہ جیل خانہ جات کا منظور شدہ

اس شمارے میں

فون ۶۷۵۴۵

ضروری گزارش

۱۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری (چٹ نمبر) کا حوالہ ضرور دیں
۲۔ منی آڈر کرتے وقت کوپن پر اپنا پتہ خوشخط اور مکمل لکھیں
۳۔ سرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے۔ آپ کے رسالہ پر اگر سرخ نشان ہو تو اپنا چندہ جلد روانہ کریں۔
۴۔ منی آڈر اور جملہ خط و کتابت بنیجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے نام کریں۔

شرح چندہ

سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے فی پرچہ ۲۵ پیسے

اداریہ

مولوی غلام مرشد صاحب

مولوی غلام مرشد صاحب شاہی جامع مسجد لاہور کے پرانے خطیب ہیں۔ آپ کے عقائد کے بارہ میں ہمیشہ اہل اسلام کو اشتباہ رہا۔ تیس برس سے زیادہ ہوتے ہیں۔ کہ خاتم المحدثین حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری لاہور تشریف لائے تھے۔ حضرت شاہ صاحب کا کیا مقام تھا۔ علم و فضل۔ زہد و ورع اور تحقیق و اجتہاد میں وہ کیا مرتبہ رکھتے تھے۔ اس کا ادراک عام عقول سے بالاتر ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے تھے۔ کہ اسلام کی صداقت کی ایک دلیل یہ ہے۔ کہ انور شاہ مسلمان ہے۔ اگر اسلام حق نہ ہوتا۔ تو وہ اس کو قبول نہ کرتے۔ سلف صالحین اور اکابر امت کے بارہ میں علمی اور عملی لحاظ جو فوق العادۃ روایات کتابوں میں ذکر کی جاتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کو دیکھ کر ان کی تصدیق ہو جاتی تھی۔ وہ حفاظت مسئلہ ختم نبوت اور تردید مرزائیت کو اپنے لئے توشۂ آخرت قرار دیتے تھے۔ ان کو اس سلسلہ میں اتنا شغف تھا۔ کہ وہ اسلام کے فلسفی شاعر علامہ اقبال سے ملے۔ علامہ اقبال بھی جوہری تھے۔ حضرت انور شاہؒ کی جلالتہ قدر کا اندازہ وہ لگا سکتے تھے مرزائیت کے چہرے کو جس طرح حضرت شاہ صاحب نے بے نقاب فرمایا اور علمی مباحث میں جو پتے کی باتیں ارشاد فرمائیں۔ ان سے علامہ اقبال کا متاثر ہونا لازم تھا

چنانچہ اس کے بعد علامہ اقبال نے ختم نبوت کے مخالفین کے بارہ میں جو کچھ اظہار خیال کیا۔ اس نے انگریزی دان طبقہ کے ایمانوں کو بچا لیا۔ اور شیوع مرزائیت کی راہ میں سدِ سکندری کا کام دیا۔

اس دورہ میں حضرت علامہ انور شاہ صاحب نے مولوی غلام مرشد صاحب کے عقائد کے بارہ میں کچھ سنا تھا چونکہ وہ شاگرد تھا۔ اس لئے آپ نے اس کو بلایا۔ مگر وہ نہ آیا۔ حضرت شاہ صاحب نے جلسہ میں اعلان فرمایا۔ اور کہا کہ جس کسی کو کوئی شک ہو وہ مجھ سے ملے۔ حضرت استاد علامہ انور شاہ صاحب کی ناراضگی کے بعد کیا توقع ہوسکتی تھی۔ مولوی غلام مرشد صاحب کو توبہ نصیب ہوگی۔ انہوں نے ابھی تک اپنے ان خیالات سے رجوع نہیں کیا۔ بلکہ اس کے بعد کبھی کوئی فتنہ اٹھا۔ مولوی غلام مرشد صاحب نے اس کو سہارا دینے کی ناکام کوشش کی کچھ پہلے انہوں نے قربانی کے بارہ میں اسلامی شریعت کے برخلاف اظہار کرکے اہل الحاد کے لئے راہ ہموار کرنے کی کوشش کی چونکہ قربانی شعائر اسلام میں سے ہے۔ اور مذہبًا ضروری ہے۔ اس لئے علماء کرام نے فتویٰ دیا۔ کہ اگر مولوی غلام مرشد صاحب ان خیالات سے توبہ نہیں کرتا۔ تو اُس کی اقتداء میں نماز پڑھنی جائز نہیں ہے۔ اور ان دنوں میں ایسی افواہ بھی اڑی تھی۔ کہ مولوی غلام مرشد صاحب کو خطابت سے برطرف کردیا گیا

حیات مسیح علیہ السلام کے بارہ میں بھی ان کے متعلق اہل اسلام مطمئن نہیں ہیں۔ سنہری مسجد میں جو درس دیتے ہیں اس کی نگرانی کرنے والے مسلمان ان کے حق میں اچھی رائے نہیں رکھتے چند دن پہلے انہوں نے سیرت و حدیث کی کتابوں کے بارہ میں جو لب کشائی کی تھی۔ وہ بھی دل آزار تھی سیرت پاک پر ہر زمانہ میں بہتر سے بہتر کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ مگر پرانی کتابوں کو ضائع کرنے یا ان کتابوں میں تحریف کرکے بد دیانتی کرنا صرف بد دیانت آدمیوں کا ہی کام ہوسکتا ہے۔ یہ حضرت اپنے طریق کار سے پرویزی الحاد کو طاقت پہنچا رہے ہیں۔ ہم اُن سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ سے ڈرو۔ اُس کی گرفت بڑی سخت ہے مگر وہ ڈٹے ہوئے ہیں

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

مجلسِ ذکر منعقد جمعرات ۱۸ ربیع الاوّل ۱۳۸۱ھ مطابق ۳۱ر اگست ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْد

فضیلتِ ذکر

کئی حضرات ہر مجلس میں نئے ہوتے ہیں۔ میں نے ایک حدیث پہلے بھی سنائی تھی آج پھر سناتا ہوں۔ تاکہ باقی حضرات بھی وہ حدیث سُن لیں۔

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ ملائکۃ یطوفون فی الطرق یلتمسون اھل الذکر فاذا وجدوا قومًا یذکرون اللہ تنادوا ھلموا الی حاجتکم قال فیحفونھم باجنحتھم الی السَّمَآءِ الدُّنْیَا قال فیسألھم ربُّھم وھو اعلم بھم ما یقول عِبَادِی قال یقولون یُسَبِّحُونك ویکبرونك ویحمدونك ویمجدونك قال فیقول ھل راٰونی قال فیقولون لا واللہ ما راوك قال فیقول کیف لو راونی قال فیقولون لو راوك کانوا اَشَدَّ لك عبادۃ وَاَشَدَّ لك تمجیدًا واکثر لك تسبیحًا قال فیقول فما یَسْأَلُوْنَ قَالُوا یسألونك الجنۃ قال یقول وھل راوھا فیقولون لا واللہ یا ربّ ما رَاَوْھا قال یقول فکیف لو راوھا قال یقولون لو انھم راوھا کانوا اَشَدَّ علیھا حرصًا واشد لھا طلبًا واعظم فیھا رغبۃ قال فَمِمَّ یتعوذون قال یقولون من النار قال یقول فھل راوھا قال یقولون لا واللہ یاربّ ما رَاَوْھَا قال یقول فکیف لو راوھا قال یقولون لو راوھا کانوا اَشَدَّ منھا فرارا و اشد لھا مخافۃ قال فیقول فاُشْھِدُکُمْ انی قد غفرت لھم قال یقول ملك من الملائکۃ فیھم فلان لیس منھم انما جَآءَ لِحَاجَۃ قال ھم الجُلَسَآءُ لا یشقی جلیسھم رواہ البخاری

وفی روایۃ مسلم قال ان للہ ملائکۃ سَیَّارَۃً فُضُلًا یَبْتَغُوْنَ مجالس الذکر فاذا وَجَدُوا مجلسًا فیہ ذِکْرٌ قَعَدُوْا منھم وَحَفَّ بعضھم بعضا باجنحتھم حتی یملأُوْا ما بَیْنَھُمْ وبین السَّمَآءِ الدنیا فاذا تفرقوا عرجوا وصعدوا الی السَّمَآءِ قالَ فیسئلھم اللہ وھو اعلم من اَیْنَ جِئْتُمْ فیقولون جئنا من عند عبادك فی الارض یُسَبِّحُوْنَكَ ویکبرونك ویُھَلِّلُوْنَكَ ویحمدونك ویمجدونك ویسئلونك قال وما ذا یسألونی قالو یسئلونك جنتك قال وھل راوا جنتی قالوا لا ای ربّ قال فکیف لو راوا جنتی قالوا ویستجیرونك قال ومما یستجیرونی قالوا من نارك قال وھل راوا ناری قالوا لا قال فکیف لو راوا ناری قالوا یستغفرونك قال فیقول قد غفرت لھم فاعطیتھم ما سالوا وَاَجَرْتُھم مما استجاروا قال یقولون ربِّ فیھم فلان عبدٌ خَطَّاءٌ وانما مرّ فجلس معھم قَالَ فیقول ولہ غفرت ھم القوم لا یشقی بھم جلیسھم

ترجمہ:۔ جناب رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالےٰ کے فرشتے اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے والوں کی تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ بازاروں میں گلیوں میں ذکر الٰہی کی مجلسوں کو ڈھونڈتے ہیں۔ جب دیکھتے ہیں کہ کوئی جماعت بیٹھی اللہ تعالےٰ کا ذکر کر رہی ہے تو اپنے دوسرے ساتھیوں کو بلاتے ہیں کہ آؤ جس چیز کی تلاش میں ہم تھے وہ یہاں ہو رہی ہے۔

تو پھر تمام فرشتے اس ذکر کرنے والی مجلس کو گھیرے ڈال لیتے ہیں۔ اور آسمان تک جا پہنچتے ہیں۔ چونکہ فرشتے نور سے بنے ہیں۔ اس لئے اُن کے جسم بہت لطیف ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر ناظر اور عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ہے۔ لیکن فرشتوں سے گواہی لینے کے لئے پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیا کر رہے ہیں؟

فرشتے کہتے ہیں کہ وہ آپ کی تسبیح و تحمید بیان کر رہے ہیں آپ کی بزرگی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے فرشتے جواب دیتے ہیں کہ یا اللہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ پوچھتے ہیں کہ

معذرت

میں اپنے احباب کرام سے بصد حسرت معذرت خواہ ہوں کہ انہوں نے میرے سفر حرمین شریفین پر جانے کے بعد بھی خط و کتابت جاری رکھا ہے۔ شاید اس لئے کہ انہیں میرے اس سفر مبارک پر جانے کا علم نہیں ہوا۔ اب آنے کے بعد اس ڈاک کا جواب دینا علاوہ روزانہ کی ذمہ واریوں کو نباہنا میرے لئے مشکل ہے۔ اس لئے میں احباب کرام سے معذرت خواہ ہوں کہ اگر جواب نہ ملے تو معاف فرمائیں۔ فقط

احقر الانام احمد علی عفی عنہ

اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو پھر اُن کا کیا حال ہوگا۔ فرشتے کہتے ہیں۔ کہ یا اللہ وہ تجھ کو بن دیکھے اتنا یاد کرتے ہیں اور اتنی عبادت کرتے ہیں اگر تجھ کو دیکھ لیں تو پھر تو آپ کی بزرگی اور تسبیح بیان کرنے میں اور زیادتی کر دیں۔ اور تیری اور زیادہ عبادت شروع کر دیں۔

اللہ تعالٰے پھر فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ بہشت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالٰے پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے بہشت دیکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یا اللہ نہیں اللہ تعالٰے فرماتے ہیں کہ اگر وہ بہشت کو دیکھ لیں۔ تو پھر ان کا کیا حال ہو۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ بہشت دیکھ لیں تو ان کا شوق اور زیادہ تیز ہو جاتے۔ اور جنت کی حرص اور زیادہ بڑھ جائے اب بن دیکھے اتنے مشتاق ہیں۔ دیکھنے کے بعد اور زیادہ جنت کی طلب کرنے لگ جائیں۔ اور تیری اور زیادہ بزرگی اور تسبیح بیان کریں۔

اللہ تعالٰے پوچھتے ہیں کہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں کہ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ نہیں۔ اللہ تعالٰے پھر پوچھتے ہیں کہ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں تو پھر ان کا کیا حال ہو۔ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ یا اللہ دوزخ کو بن دیکھے ان کا یہ حال ہے اگر دیکھ لیں تو اور زیادہ دوزخ سے دُور بھاگیں گے۔ اور اَور زیادہ خوف پیدا ہوگا پھر اللہ تعالٰے فرماتے ہیں کہ تم گواہ رہو کہ میں نے تمام ذکر میں شامل ہونے والوں کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ کہتا ہے کہ یا اللہ فلاں آدمی اُن ذکر کرنے والوں میں سے نہیں ہے وہ کسی کام کی غرض سے اُن کے پاس بیٹھا ہوا ہے اللہ تعالٰے فرماتے ہیں کہ یہ ایسے مجلس والے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والے خالی نہیں جاتے۔

(رواہ البخاری)

اللہ تعالٰے سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالٰے ہم سب کو ہر جمعرات کو یہاں مل بیٹھ کر ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالٰے کی رحمت آپ کے اس حلقۂ ذکر پر نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالٰے آپ کے اس ذکر کو قبول فرمائے۔ اور فقط اپنی رضا حاصل کرنے کے لئے ذکر کے لئے جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالٰے نے تو جنت کے دروازے کھول رکھے ہیں۔ کہ میرا ذکر کرو۔ تو میں تم کو بخش دونگا لیکن بڑے ہی بدبخت ہیں وہ لوگ جو لاہور میں ذکر الٰہی کی مجلس میں شامل ہو کر اللہ تعالٰے سے مغفرت کا تمغہ نہیں لیتے۔

مجھے علم ہے کہ لاہور کے ارد گرد ۴۰، ۵۰ میل تک ایسی مجلس ذکر منعقد نہیں ہوتی۔

اللہ تعالٰے سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں استقامت عطا فرمائے۔ اور ذکر کو قبول فرمائے۔ اور جو لوگ ذکر الٰہی نہیں کرتے اُن کو ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارا سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

(آمین یا الٰہ العالمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین و صلی اللہ تعالٰی علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

گلزار سنت

(۴)

اسی طرح جب بیماری کی خبر سنو۔ اسی وقت سے جب دل چاہے بیمار پرسی کو آؤ یہ ضروری نہیں کہ تین روز بیمار رہنے کے بعد عیادت کرے بلکہ جب چاہے کرنا مسنون ہے۔

دوا دوا کرنا بیماری میں نظر رکھے۔ اللہ تعالٰی پر علاج کرتا رہے

کلونجی سنت ہے دوا کرنا ساتھ **شونیز** یعنی کلونجی کے اور مسنون ہے دوا کرنا شہد سے کیونکہ فرمایا حضرت نے کہ ان دونوں میں شفا رکھی ہے خدا تعالٰے نے اور وارد ہوئی ہیں۔ بہت حدیثیں ان کی تعریف ہیں۔

فال سنت یہ ہے کہ جب کسی کا عمدہ نام یا کوئی کلمہ سنو تو اُسے اپنے مدعا کے مناسب اور بہتر سمجھ کر خوش ہو جاؤ یہی فال ہے۔ بد فالی لینا سخت منع ہے مثلاً سفر کو جاتے ہوئے گیدڑ راستہ پر ہو کر گزر جائے تو لوگ اُس دن کو چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر کسی دن سفر کرتے ہیں۔ یا مثلاً صبح کو بندر کا نام نہیں لیتے ان کو برائی کا باعث سمجھتے ہیں۔ یہ سب منع ہے۔ اور بہت بُرا ہے۔ منحوس سمجھنا کسی آدمی کو اور غلطی ہے کہ کہتے ہیں۔ کہ فلاں مکان کی وجہ سے ہم کو مرض آیا یا نقصان ہوا

موت سنت ہے کہ جلدی کریں کفن دفن میں میت کے

قبر سنت یہ ہے کہ ڈالیں اُس کی قبر پر پانی اور بہت اونچی نہ بنادیں اور پختہ نہ بنادیں

طعام سنت ہے کہ دیا جائے کھانا میت کے رشتہ داروں کو

لیکن خیال کرو۔ کہ نہیں جائز اس کا کھانا تمام برادری اور رشتہ داروں بلکہ کھادیں وہی لوگ جو شریک ہیں میت والوں کے کھانے میں۔ اور نہیں جائز نام وری اور دکھلاؤ۔ بلکہ جو کچھ موجود ہو دے دیا جائے۔ یہ وہ باتیں ہیں سنت کی کہ جن کے عمل کرنے سے آدمی نجات پاتا ہے۔ اور محبوب ہوتا ہے۔ طرف اللہ کے پس اے مسلمانوں عمل کرو شوق سے اور دعا کرو کہ طریقہ سنت کا نصیب ہو ہم سب کو اور ہوں ہم سب آخرت میں ساتھ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے۔ آمین

خطبہ یوم الجمعہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق یکم ستمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

قیامت کی آمد کیسے ہو گی

قولہ تعالیٰ: (وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝) (سورۃ یٰس پارہ ۲۳ رکوع ۴)

ترجمہ۔ اور صور پھونکا جائیگا تو وہ فوراً اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑے چلے آئیں گے

پھر کیا کہیں گے

قولہ تعالیٰ:۔ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝

ترجمہ۔ کہیں گے۔ ہائے افسوس کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اٹھایا۔ جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا۔ اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔

قیامت ایک ہی زور کی آواز ہوگی

قولہ تعالیٰ:۔ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ (سورۃ یٰس پارہ ۲۳ رکوع ۴)

ترجمہ۔ وہ تو صرف ایک ہی زور کی آواز ہوگی پھر وہ ہمارے سامنے حاضر کئے جائیں گے۔

قولہ تعالیٰ:۔ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ یٰس پارہ ۲۳ رکوع ۴)

ترجمہ۔ پھر اس دن کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائیگا اور تم اسی کا بدلہ پاؤ گے جو کیا کرتے تھے۔

جنتیوں کی جزاء

نمبر اول

قولہ تعالیٰ: اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ۝ (سورۃ یٰس پارہ ۲۳ رکوع ۴)

ترجمہ۔ وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے۔

نمبر دوم

قولہ تعالیٰ: (لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ) (سورۃ یٰس پ ۲۳ رکوع ۴)

ترجمہ۔ ان کے لئے وہاں میوہ ہوگا۔ اور انہیں ملے گا۔ جو وہ مانگیں گے۔ اللھم اجعلنا منھم

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں سلامتی کا پیغام ملیگا

قولہ تعالیٰ:۔ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝ (سورۃ یٰس پ ۲۳ رکوع ۴)

ترجمہ۔ پروردگار نہایت رحم والے کی طرف سے انہیں سلام فرمایا جائے گا۔

یعنی

وہ حضرات ہر قسم کے خطرے سے محفوظ رہیں گے۔ اللھم اجعلنا منھم بفضلک وکرمک

اللہ تعالیٰ کے نافرمان بندوں سے خطاب

قولہ تعالیٰ: وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ (سورۃ یٰس رکوع ۴ پ ۲۳)

ترجمہ۔ اے مجرمو آج الگ ہو جاؤ۔ اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد کیا میں نے تمہیں تاکید نہ کردی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا۔ یہ سیدھا راستہ ہے

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

"یعنی اسی دن کے لئے تم کو انبیاء علیہم السلام کی زبانی بار بار سمجھایا گیا تھا کہ شیطان لعین کی پیروی مت کرنا جو تمہارا صریح دشمن ہے۔ وہ جہنم میں پہنچائے بغیر نہ چھوڑے گا۔ اگر ابدی نجات چاہتے ہو۔ تو یہ سیدھی راہ پڑی ہوئی ہے۔ اس پر چلے آؤ۔ اور اکیلے ایک خدا کی پرستش کرو

قولہ تعالیٰ: وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ (سورۃ یٰس رکوع ۴ پارہ ۲۳)

ترجمہ۔ اور البتہ اس نے تم میں سے بہت لوگوں کو گمراہ کیا تھا۔ کیا پس تم نہیں سمجھتے تھے۔ یہی دوزخ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ اس کے بدلے جو تم کفر کیا کرتے تھے۔

جو لوگ

احکام الٰہیہ کو یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔ کہ یہ مسائل ملانوں (یہ لقب علماء دین کو دیا جاتا ہے) کے ہیں۔

وہ مذکور الصدر آیات کے ترجمہ کو غور سے پڑھیں۔ کیا یہ کہنا ممکن ہے کہ یہ ملاؤں کی باتیں ہیں۔ یہ کفر نہیں ہے۔ اور پھر کیا اس کفر یعنی انکار کا نتیجہ یہی نہیں جو گزشتہ آیات میں ذکر کیا گیا ہے کہ تمہارے انکار آیات الٰہیہ کے باعث دوزخ میں ڈالا جا رہا ہے۔

خدا کے بندو

یہ دنیا سدا نہیں رہے گی۔ پھر تم ملاؤں کی باتیں کہکر علماء کرام کے ارشادات کو ٹالنے سے دوزخ سے کس طرح بچ سکوگے۔ وما علینا الا البلاغ

لو تمہارے اعضاء تم پر گواہ بن گئے

قولہ تعالیٰ: اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

(سورۃ یٰس رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ۔ آج ہم ان کے مونہو پر مہر لگا دیں گے۔ اور ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ بولیں گے۔ اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے۔ اس پر جو وہ کیا کرتے تھے

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب

یعنی آج اگر یہ لوگ اپنے جرموں کا زبان سے اعتراف نہ بھی کریں۔ تو کیا ہوتا ہے۔ ہم منہ پر مہر لگا دیں گے۔ اور ہاتھ پاؤں کان آنکھ حتیٰ کہ بدن کی کھال کو حکم دیا جائے گا۔ اور ان کے ذریعہ سے جن جرائم کا ارتکاب کیا تھا۔ بیان کریں۔ چنانچہ ہر ایک عضو اللہ (تعالیٰ) کی قدرت سے گویا ہوگا۔ اور ان کے جرموں کی شہادت دے گا۔

قولہ تعالیٰ۔ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ (حم السجدۃ رکوع ۳)

ترجمہ۔ یہاں تک جب وہ دوزخ کے پاس آجائیں گے۔ گواہی دیں گے۔ ان کے کان اور آنکھیں اور چمڑے ان کے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اور کہیں گے ہمیں قوت گویائی دی اس نے جس نے ہر چیز کو قوت گویائی دی

قولہ تعالیٰ: وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ۝ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ۝ (سورۃ یٰس رکوع ۴ پارہ ۲۳)

ترجمہ۔ اور اگر ہم چاہیں۔ تو ان کی آنکھیں مٹا ڈالیں۔ پس وہ راستہ کی طرف دوڑیں۔ پھر وہ کیونکر دیکھ سکیں۔ اور اگر ہم چاہیں۔ تو ان کی صورتیں ان کی جگہوں پر مسخ کردیں۔ پس نہ وہ آگے چل سکیں۔ اور نہ ہی پیچھے لوٹ سکیں۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

یعنی جیسی انہوں نے ہماری آیتوں سے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ اگر ہم چاہیں۔ تو دنیا میں بطور سزا کے ان کی ظاہری بینائی چھین کر چٹ اندھا کردیں۔ کہ ادھر ادھر جانے کا راستہ بھی نہ سوجھے۔ اور جس طرح یہ لوگ شیطانی راستوں سے ہٹ کر اللہ (تعالیٰ) کی راہ نہیں چاہتے۔ ہم کو قدرت ہے۔ کہ ان کی صورتیں بگاڑ کر بالکل اپاہج بنادیں کہ پھر یہ کسی ضرورت کے لئے اپنی جگہ سے ہل نہ سکیں۔ پر ہم نے ایسا نہ چاہا۔ اور ان کے جوارح اور قویٰ سے ان کو محروم نہیں کیا یہ ہماری طرف سے مہلت اور ڈھیل تھی۔ آج وہ ہی آنکھیں اور ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے۔ کہ ان بیہودوں نے ہم کو کن نالائق کاموں میں لگایا تھا۔

قولہ تعالیٰ۔ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ۝

(سورۃ یٰس رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ اور ہم جس کی عمر زیادہ کرتے ہیں۔ بناوٹ میں اسے الٹا گھٹاتے چلے جاتے ہیں۔ کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے۔

یعنی

جس طرح بچہ بے حد کمزور ہوتا ہے اور پھر اسے اللہ تعالیٰ توانا اور جوان کر دیتا ہے۔ اسی طرح اس اللہ تعالیٰ کو طاقت ہے۔ کہ طاقتور نوجوان قوی ہیکل ہونے کے بعد اسے انحطاط کی طرف ے جائے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قوۃ اور ضعف کی باگ بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔

قولہ تعالیٰ: وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ (سورۃ یٰس رکوع ۵ پ ۲۳)

ترجمہ۔ اور ہم نے نبی کو شعر نہیں سکھایا۔ اور نہ یہ اس کے مناسب ہی تھا یہ تو صرف نصیحت اور واضح قرآن ہے۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

یعنی اوپر جو کچھ بیان ہوا۔ وہ حقائق واقعیہ ہیں۔ کوئی شاعرانہ تخیلات نہیں اس پیغمبر کو ہم نے قرآن دیا ہے جو نصیحتوں اور روشن تعلیمات سے معمور ہے۔ کوئی شعر و شاعری کا دیوان نہیں دیا۔ جس میں نری طبع آزمائی اور خیالی تک بندیاں ہوں۔ بلکہ آپ کی طبع مبارک کو فطری طور پر اس فن شاعری سے اتنا بعید رکھا گیا۔ کہ باوجود قریش کے اس اعلیٰ خاندان میں سے ہونے کے جس کی معمولی لونڈیاں بھی اس وقت شعر کہنے کا طبعی سلیقہ رکھتی تھیں۔ آپ نے مدت العمر کوئی شعر نہیں بنایا۔

قولہ تعالیٰ۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ (سورۃ یٰس پ ۲۳ رکوع ۵)

ترجمہ (یہ تو صرف نصیحت اور واضح قرآن ہے۔

قرآن مجید اس غرض کے لئے ہے

قولہ تعالیٰ: لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

(سورۃ یٰس رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ۔ تاکہ اس شخص کو ڈرائے جو زندہ ہے۔ اور کافروں پر الزام ثابت ہو جائے۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب کا حاشیہ

یعنی زندہ دل آدمی قرآن سُن کر اللہ (تعالیٰ) سے ڈرے۔ اور منکروں پر حجت تمام ہو جائے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "جس میں جان ہو۔ یعنی نیک اثر پکڑتا ہو اس کے فائدہ کو اور منکروں پر الزام اتارنے کو"

قولہ تعالیٰ :- (اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِكُوْنَ ٥ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ٥ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ط اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ٥)

(سورۃ یٰس رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان کے لئے اپنے ہاتھوں سے چار پائے بنائے جن کے وہ مالک ہیں اور انہیں ان کے بس میں کر دیا ہے۔ پھر ان میں سے کسی پر چڑھتے ہیں۔ اور کسی کو کھاتے ہیں۔ اور ان کے لئے ان میں اور بہت سے فائدے اور پینے کی چیزیں ہیں۔ پھر کیوں شکر نہیں کرتے۔

حاصل

مذکورۃ الصدر آیات میں جن نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کا شکریہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ادا کرنا چاہیے تھا۔ اور شکریہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جو حکم دے۔ اس کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔ حالت اس کے برعکس ہے۔ کہ جنہیں انعامات کی بہتات سے سرفراز فرماتے ہیں۔ وہ لوگ ہیں۔ جن میں سے اکثر بجائے اللہ تعالیٰ کی رضاء کے ماتحت چلنے کے ناشکر گزار بن جاتے ہیں۔ اور خدا داد نعمتوں کو بے مصرف صرف کرتے ہیں۔ مثلاً اکثر دنیا دار لوگ ہی رات کو سینما میں ٹکٹ لے کر جاتے ہیں۔ اگر نادار ہوتے تو یہ حرکت نہ کرسکتے۔

(وما علینا الا البلاغ)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے شکایت ۴

۴ (اَوَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً ... ینصرون) (سورۃ یٰس پارہ ۲۳ رکوع ۵)

ترجمہ۔ اور اللہ (تعالیٰ) کے سوا انہوں اور معبود بنا رکھے ہیں۔ تاکہ وہ ان کی مدد کریں۔

غیر اللہ سے مدد لینے کے متعلق خدائی فیصلہ ملاحظہ ہو

قولہ تعالیٰ (لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لہم جند محضرون ٥)

(سورۃ یٰس رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ۔ وہ (معبود من دون اللہ تعالیٰ) ان کی مدد نہیں کرسکیں گے اور وہ ان کے حق میں ایک فریق مخالف ہوں گے۔

(وما علینا الا البلاغ)

دوزخ کے حالات

(مولانا) بدر عالم میرٹھی

دوزخ کی گہرائی

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (دوزخ کی گہرائی بیان کرتے ہوئے) فرمایا، اگر ایک پتھر جہنم میں ڈالا جائے تو دوزخ کی تہ میں پہونچنے سے پہلے ستر سال تک گرتا چلا جائے گا۔

(ترغیب عن ابی حبان وغیرہ)

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے۔ کہ ہم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ہم نے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو۔ یہ آواز کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ ایک پتھر ہے۔ جس کو خدا تعالےٰ نے جہنم کے منہ پر (اس کی تہ میں گرنے کے لئے) چھوڑا تھا۔ اور وہ ستر سال تک گرتے گرتے اب دوزخ کی تہ میں پہونچا ہے۔ (سو یہ اُس کے گرنے کی آواز ہے۔) (مسلم شریف)

دوزخ کی دیواریں

حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دوزخ کو چار دیواریں گھیرے ہوئے ہیں۔ جن میں سے ہر دیوار کا عرض چالیس سال چلنے کی مسافت رکھتا ہے (ترمذی) یعنی دوزخ کی دیواریں اتنی موٹی ہیں۔ کہ صرف ایک دیوار کی چوڑائی طے کرنے کے لئے چالیس سال خرچ ہوں

دوزخ کے دروازے

قرآن شریف میں دوزخ کے دروازوں کے متعلق فرمایا۔

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ٥ (حجر پ ۱۴)

ترجمہ۔ اور ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے۔ جس کے سات دروازے ہیں۔ ہر دروازے کے لئے ان لوگوں کے الگ الگ حصے ہیں۔

حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں جن میں سے ایک اس شخص کے لئے ہے جو میری امت پر تلوار اٹھائے۔ (مشکوٰۃ)

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری یہ آگ (جس کو تم جلاتے ہو) دوزخ کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا (جلانے کو تو) یہی بہت ہے۔ آپؐ نے فرمایا (ہاں) اس کے باوجود دنیا کی آگوں سے دوزخ کی آگ گرمی میں ۶۹ درجے بڑھی ہوئی ہے۔ (مشکوٰۃ ترغیب)

اور ایک روایت میں ہے۔ کہ دوزخی اگر دنیا کی آگ میں آجائیں۔ تو ان کو نیند آجائے۔ کیونکہ بہ نسبت دوزخ کی آگ کے دنیا کی آگ بہت ہی زیادہ ٹھنڈی ہے۔ لہذا اس میں ان کو دوزخ کے مقابلے میں آرام ہوگا۔

عذاب دوزخ کا اندازہ

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب اُس شخص کو ہوگا۔ جس کی دونوں جوتیاں اور دونوں تسمے آگ کے ہوں گے۔ جن کی وجہ سے ہانڈی کی طرح اس کا دماغ کھولتا ہوگا۔ وہ سمجھے گا۔ کہ مجھے ہی سب سے زیادہ عذاب ہو رہا ہے۔ حالانکہ اس کو سب سے کم عذاب ہوگا۔ (بخاری مسلم)

اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ قیامت کے دن ایک ایسے دوزخی کو جو دنیا میں تمام انسانوں سے زیادہ لذت اور عیش میں رہا تھا۔ پکڑ کر ایک مرتبہ دوزخ میں غوطہ دیا جائیگا۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا۔ کہ اے ابن آدم! کیا تونے کبھی نعمت دیکھی ہے۔ کیا کبھی تجھے آرام نصیب ہوا اس پر وہ کہے گا۔ خدا کی قسم اے رب نہیں (میں نے کبھی آرام نہیں پایا) پھر فرمایا قیامت کے دن ایک ایسے جنتی کو جو دنیا میں تمام انسانوں سے زیادہ مصیبت میں رہا تھا۔ پکڑ کر جنت میں غوطہ دیا جائے گا۔ پھر اس سے پوچھا جائیگا کہ اے ابن آدم! کیا کبھی تونے مصیبت دیکھی ہے۔ کیا تجھ پر سختی گزری ہے؟ وہ کہے گا خدا کی قسم اے رب مجھ پر کبھی سختی نہیں گزری اور میں نے کبھی مصیبت نہیں دیکھی (مسلم شریف)

دوزخ کا سانس

حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب سخت گرمی ہو۔ تو ظہر کی نماز دیر سے پڑھا کرو۔ کیونکہ گرمی کی سختی دوزخ کی تیزی کی وجہ سے ہوتی ہے (پھر فرمایا کہ) دوزخ نے اپنے رب کی بارگاہ میں شکایت کی۔ کہ میری تیزی بہت بڑھ گئی ہے۔ حتیٰ کہ میرے کچھ حصے دوسرے حصوں کو کھائے جاتے ہیں۔ لہذا مجھے اجازت دی جائے۔ کہ کسی طرح اپنی گرمی ہلکی کروں) چنانچہ رب العالمین نے اس کو دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت دی۔ ایک سانس سردی کے موسم میں اور ایک گرمی کے موسم میں لہذا سخت گرمی جو تم محسوس کرتے ہو۔ (جو سانس کے ساتھ باہر آتی ہے) اور سخت سردی جو تم محسوس کرتے ہو دوزخ کے سرد حصہ کے سانس کا اثر ہے۔ (بخاری شریف) مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ کہ دوپہر کو روزانہ دوزخ کو دہکایا جاتا ہے۔ کہ گرمی میں دوزخ سانس باہر پھینکتی ہے اور اس طرح دنیا میں گرمی بڑھ جاتی ہے اور سردی میں سانس اندر لیتی ہے۔ اور اس طرح دنیا کی گرمی کھینچ لیتی ہے۔ اس وجہ سے سردی بڑھ جاتی ہے۔

مشہور اہل کشف بزرگ حضرت عبدالعزیز دباغ رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جنات کو آگ کا عذاب نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ آگ ان کی طبیعت ہے۔ بلکہ ان کو زمہریر یعنی انتہا درجہ کی ٹھنڈک کا عذاب دیا جائے گا۔ جنات دنیا میں بھی سردی سے بے حد ڈرتے ہیں۔ اور سرد ہوا سے جنگلی گدھوں کی طرح بدحواس ہو کر بھاگتے ہیں۔ موصوف فرماتے تھے کہ پانی میں نہ شیطان داخل ہو سکتا ہے نہ کوئی جنّ جا سکتا ہے۔ اگر کوئی ان کو پانی میں ڈال دے تو بجھ کر فنا ہو جائیں۔ یہ بھی فرماتے ہیں کہ قاتلوں کو شیطان کے ساتھ ٹھنڈک کا عذاب دیا جائے گا۔

یہاں پہنچ کر ذرا چشم عبرت کھولئے کہ اس دنیا کی معمولی سردی اور گرمی کو انسان برداشت نہیں کر سکتا جو دوزخ کے سانس سے پیدا ہوتی ہے پھر بھلا دوزخ کی اصلی گرمی اور سردی کو برداشت کرنے اور وہاں کا عذاب بھگتنے کے دعوے کس بل بوتے پر ہیں کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ کروڑوں انسان ایسے ہیں جو اس دنیا کی معمولی سردی اور گرمی سے بچنے کا اہتمام کرتے ہیں مگر دوزخ سے بچنے کا ان کو کچھ بھی دھیان نہیں حالانکہ دوزخ میں لے جانے والے کاموں میں ہر وقت مشغول رہتے ہیں۔

دوزخ کا ایندھن

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَّقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (تحریم)

(ترجمہ) اے ایمان والو! اپنے نفسوں کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

پتھروں سے کیا مراد ہے؟ اس کے متعلق حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ جو پتھر دوزخ کا ایندھن ہیں وہ کبریت (گندھک) کے پتھر ہیں۔ جو خدا تعالیٰ نے قریب والے آسمان میں اس دن پیدا کیے تھے جس دن آسمان و زمین پیدا فرمائے تھے۔ پھر فرمایا کہ یہ پتھر کفار کے عذاب کے لئے تیار فرمائے ہیں (ترغیب)

ان پتھروں کے علاوہ مشرکین کی مورتیاں بھی دوزخ میں ہوں گی۔ جن کو وہ پوجا کرتے تھے۔ چنانچہ سورۂ انبیاء میں ارشاد ہے:۔

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ط أَنتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ٥

ترجمہ۔ اے مشرکو! بے شک تم اور تمہارے وہ معبود جن کی خدا کے سوا پوجا کرتے ہو۔ سب دوزخ میں جھونکے جاؤگے اور تم سب اس میں داخل ہوگے۔

دوزخ کے طبقے

پہلے گذر چکا ہے کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ ط لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ ٥ اس آیت کی تفسیر میں مؤلف بیان القرآن قدس سرہٗ لکھتے ہیں کہ بعض نے کہا ہے کہ سات طبقے مراد ہیں جن میں مختلف قسم کے عذاب ہیں جو جس عذاب کا مستحق ہوگا اُ

طبقے میں داخل ہوگا۔ چونکہ ہر طبقے کا دروازہ علیحدہ علیحدہ ہے۔ اس لئے سات دروازوں سے تعبیر فرمایا اور بعض نے فرمایا ہے۔ کہ سات دروازے ہی مراد ہیں اور مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ دوزخ میں داخل ہونے والوں کی کثرت کی وجہ سے ایک دروازہ کافی نہ ہوگا۔ اس لئے سات دروازے بنائے گئے ہیں۔

علامہ ابن کثیر قدس سرہٗ نے نقل کیا ہے کہ حضرت علی کَرَّمَ اللہ وجہہٗ نے سَبْعَۃُ اَبْوَابٍ (سات دروازوں) کے متعلق ہاتھوں سے اشارہ کرکے فرمایا کہ دوزخ کے دروازے اس طرح ہیں یعنی اوپر نیچے ہیں۔ اس ارشاد سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ نیچے اوپر جہنم کے سات طبقے ہیں اور ہر طبقے کا علیحدہ علیحدہ دروازہ ہے اور قرآن حکیم کی آیت۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ٥ (نساء) (بلاشبہ منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں جائیں گے) سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ جہنم کے متعدد طبقے ہیں۔ بعض اکابرین نے ان طبقوں کے نام اور ان طبقوں والوں کی تفصیل اچھی طرح بتائی ہے لیکن یہ تو قرآن شریف سے ثابت ہے کہ سب سے نیچے کے طبقے میں منافقین ہوں گے۔

دوزخ کی ایک خاص گردن

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن دوزخ سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھتی ہوگی اور دو کان ہونگے جن سے وہ سنتی ہوگی اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ بولتی ہوگی وہ کہے گی کہ میں تین شخصوں پر مسلط کی گئی ہوں۔ (۱) ہر سرکش ضدی پر (۲) ہر اُس شخص پر جس نے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ٹھیرایا (۳) تصویر بنانے والے پر۔

دوزخ پر مقرر فرشتے اور انکی تعداد

قرآن کریم میں ارشاد ہے:۔ عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ (مدثر) (دوزخ پر انیس۱۹ فرشتے مقرر ہوں گے)

ان انیس۱۹ فرشتوں میں ایک مالک ہے اور باقی خازن ہیں اور گو دوزخیوں کو سزا دینے کے لئے ان میں ایک فرشتہ بھی کافی ہے۔ مگر مختلف قسم کے عذاب دینے اور عذاب کے انتظام کے لئے ۱۹ فرشتے مقرر ہیں۔ سورۃ تحریم میں ہے:۔

عَلَیْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝

"اس پر سخت اور مضبوط فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کی (ذرا) نافرمانی اس کے حکم میں نہیں کرتے اور جو حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں۔"

محمد شفیع عمرالدین (سانگھڑ)

سُودمند سودا

ہر تاجر دنیاوی کاروبار میں سرمایہ لگانے سے پہلے نفع اور نقصان کے دونوں پہلوؤں پر گہری نظر ڈالتا ہے اور اس سعی و کوشش میں لگا رہتا ہے۔ کہ فائدہ حاصل ہو اور نقصان سے بچا رہے

اسی طرح

یہ چار روزہ زندگی بھی ہمارا ایک نہایت ہی قیمتی سرمایہ ہے۔ اور اس سرمایہ سے اگر ہم چاہیں۔ تو اللہ اور اُس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر چل کر رضائے مولیٰ پاک اور بہشت بریں حاصل کرسکتے ہیں اور غلط اور غیر شرعی راہوں پر چل کر اللہ تعالیٰ کی نارضامندی اور دوزخ کے عذاب کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

مگر ایک سمجھدار تاجر

کی طرح ہمیں زندگی کا یہ سرمایہ ان کاموں میں صرف کرنا چاہئے جن سے رضائے مولیٰ پاک حاصل ہو جائے۔

۱۔ فائدہ مند سودا

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ٥ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ٥ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَیُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ٥ وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ٥

(الصف ایت ۱۰-۱۳ رکوع ۲- پ۲۸)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے۔ تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔ اور تم اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ وہ تمہارے لئے تمہارے گناہ بخش دیگا اور تمہیں بہشتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ اور پاکیزہ مکانوں میں اور ہمیشہ رہنے کے باغوں میں یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور دوسری بات جو تم پسند کرتے ہو۔ اللہ کی طرف سے مدد ہے۔ اور جلدی فتح۔ اور ایمانوالوں کو خوشخبری دے دے۔

یعنی یہ عظیم ترین تجارت ہے کہ

۱۔ اللہ تعالےٰ پر ایمان لایا جائے۔

۲۔ اور آخری رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لایا جائے۔

۳۔ پھر اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی جائے۔ اور دین برحق کی خاطر جان و مال قربان کرنے میں دریغ

نہ کیا جائے۔
اس نفع بخش تجارت کا اُخروی فائدہ یہ ہوگا کہ۔
۱۔ اللہ تعالےٰ گناہ اور لغزشیں معاف فرمائے گا۔
۲۔ جنت عطا فرمائے گا۔ جس میں ہمیشہ رہنا نصیب ہوگا۔

اور یہ تجارت دنیا میں بھی بار آور ہوگی۔ اور وہ اس صورت میں کہ اللہ (تعالیٰ) تمہیں تمہارے دشمنوں پر فتح عطا فرمائے گا

حاصل کلام دنیا و آخرت کی بھلائیوں کی بشارتیں مومنوں کے لئے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ ایمان کے بعد عمل میں کوتاہی نہ کی جائے۔ قرآن مجید میں بار بار ایمانداروں کو عمل صالح بجا لانے کی ترغیب دی گئی ہے۔

اپنے اسلاف حضرات صحابہ کرامؓ کی مقدس زندگیوں پر نظر دوڑایئے۔ ان حضرات نے اپنی جانیں اور مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کردیئے تھے۔ انہیں کے بارے میں فرمان باری تعالےٰ ہے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ
(المجادلۃ آیت ۲۲۔ ع ۳)

ترجمہ۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے

اس کا نتیجہ دنیا جہان نے دیکھ لیا۔ کہ ہر معرکے میں اللہ تعالےٰ نے انہیں فتح و نصرت عطا فرمائی۔ اسلامی سلطنت ہر طرف پھیل گئی۔

اور ان کی آخرت کی کامیابی بھی یقینی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہے اور انہیں بھی راضی رکھنا چاہتا ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ (الحدید۔ آیت ۲۲ ع ۳)

ترجمہ۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دیتا ہے۔

یہی فضل کی بارش ان پر ہوگی جو عمل کرکے اس کے مستحق بنیں گے۔ یہ مجرب نسخہ ہے۔ اب عمل شرط ہے۔

کسب کن، پیچے نما و جہد کن
تا بدانی سر علم من لدن
(مولانا رومؒ)

یعنی اگر احکام الٰہی کی حقیقت تک پہنچنا ہو۔ تو ان پر عمل کرو۔ حقیقت خود بخود عیاں ہو جائے گی

تمہاری سعی اور کوشش بار آور ہوگی

عمل

اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل کرنا ہی ایسا سودا ہے۔ جس میں نفع ہی نفع ہے اور خسارے کا بالکل ڈر نہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝
(فاطر ایت ۳۰۔ ع ۴)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ کتاب پڑھتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور پوشیدہ اور ظاہر اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ جو ہم نے انہیں دیا ہے وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں۔ کہ اس میں خسارہ نہیں تاکہ اللہ انہیں ان کے اجر پورے دے۔ اور انہیں اپنے فضل سے زیادہ دے بے شک اللہ بخشنے والا قدردان ہے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

"یعنی جو اللہ سے ڈر کر اس کی باتوں کو مانتے اور اس کی کتاب کو عقیدت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ نیز بدنی و مالی عبادات میں کوتاہی نہیں کرتے۔ وہ حقیقت میں ایسے زبردست بیوپار کے امیدوار ہیں۔ جس میں خسارے اور ٹوٹے کا کوئی احتمال نہیں۔ بلاشبہ جب خدا خود ان کے اعمال کا خریدار ہو۔ تو اس امید میں یقیناً حق بجانب ہیں۔ نقصان کا اندیشہ کسی طرف سے نہیں ہوسکتا۔ از سرتاپا نفع ہی نفع ہے یعنی بڑے سے بڑا گناہ معاف فرماتا ہے۔ اور تھوڑی سے طاعت کی قدر کرتا ہے۔ اور ضابطہ سے جو ثواب ملنا چاہئے بطور بخشش اس سے زیادہ دیتا ہے۔"

آخرت کے سوداگر

وہ دنیاوی کاروبار میں غافل ہوکر آخرت کو نہیں بھول جاتے۔ یاد الٰہی سے غافل نہیں ہوتے۔

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝
(النور آیت ۳۷۔ ۳۸ ع ۵)

ترجمہ۔ ایسے آدمی جنہیں سوداگری اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی۔ اس دن سے ڈرتے ہیں۔ جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔ تاکہ اللہ انہیں ان کے عمل کا اچھا بدلہ دے اور انہیں اپنے فضل سے اور بھی دے۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے

یعنی دنیاوی کاروبار میں بھی آخرت کا کھٹکا لگا رہتا ہے۔ اس لئے وہ فرائض میں کوتاہی نہیں کرتے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔
"اگر میں تجارت کروں۔ اور مجھے ہر روز تین سو دینار حاصل ہوں۔ تب بھی میں نماز کے وقت سب کچھ چھوڑ کر مسجد میں چلا جاؤں گا"

نیز آپ نے فرمایا۔ اس سے میرا یہ مطلب نہیں کہ تجارت کرنا حرام ہے۔ بلکہ ہمیں اللہ تعالےٰ کے اس فرمان کا مصداق بننا چاہئے۔ کہ ایسے آدمی جنہیں سوداگری اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر اور نماز کے پڑھنے اور زکوٰۃ کے دینے سے غافل نہیں کرتی۔
(ابن کثیرؒ)

اب اپنے آپ سے سوال کیجئے کہ کیا ہمیں کاروبار پیارا ہے یا ذکر الٰہی؟ کیا حضرت ابوالدرداؓ کا فرمان جو قرآن کریم کی آیت کی تفسیر ہے۔ ہمارے لئے واجب العمل نہیں ہے؟

حضرت عمرو بن دینار الاعور نے فرمایا کہ میں حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد شریف کو جا رہا تھا۔ پس ہمارا گزر مدینہ منورہ کے بازار میں ہوا۔ دوکاندار اپنی

چیزیں ڈھانک کر نماز کے لئے چلے گئے تھے۔ اور ان کے مال ومتاع کے پاس کوئی بھی نہیں تھا۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت سالمؓ نے فرمایا۔ یہی ہیں وہ لوگ جنہیں سوداگری اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر اور نماز کے پڑھنے اور زکوٰۃ کے دینے سے غافل نہیں کرتی

(ابن کثیرؒ)

الحمد للہ آج کل بھی حرمین شریفین میں ایسے تاجر اور دوسرے کاروباری حضرات نظر آتے ہیں۔ جن کا یہی طرز عمل ہے

اب ہمارے تاجر اور کاروباری بھائیوں کو گریبان میں اپنا منہ ڈال کر دیکھنا چاہئے کہ انہیں کیا کرنا چاہئے تھا۔ اور کیا کر رہے ہیں۔

تماشہ اور تجارت

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ِۨانْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

(الجمعہ ایت ۱۱ ع ۲)

ترجمہ۔ اور جب لوگ تجارت یا تماشہ دیکھتے ہیں۔ تو اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور آپؐ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں۔ کہہ دو جو اللہ کے پاس ہے۔ وہ تماشا اور تجارت سے کہیں بہتر ہے اور اللہ روزی دینے والا ہے

حاشیہ حضرت مولانا عثمانیؒ

"ایک مرتبہ جمعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرما رہے تھے۔ اسی وقت تجارتی قافلہ باہر سے غلہ لے کر پہنچا۔ اس کے ساتھ اعلان کی غرض سے نقارہ بجتا تھا۔ پہلے سے شہر میں اناج کی کمی تھی۔ لوگ دوڑے کہ اس کو ٹھہرائیں (خیال کیا ہوگا کہ خطبہ کا حکم عام وعظوں کی طرح ہے جس میں سے ضرورت کے لئے اٹھ سکتے ہیں۔ نماز پھر پڑھ لیں گے۔ یا نماز ہو چکی ہوگی۔ جیسا کہ بعض کا قول ہے۔ اس وقت نماز جمعہ خطبہ سے پہلے ہوتی تھی۔ بہرحال خطبہ کا حکم معلوم نہ تھا) اکثر لوگ چلے گئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ آدمی (جن میں خلفاء راشدینؓ بھی تھے) باقی رہ گئے۔ اس پر یہ آیت اتری یعنی سوداگری اور دنیا کا کھیل تماشا کیا چیز ہے۔ وہ ابدی دولت حاصل کرو جو اللہ کے پاس ہے۔ اور جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور مجالس، ذکر و عبادت میں ملتی ہے۔ باقی قحط کی وجہ سے روزی کا کھٹکا جس کی بنا پر تم اٹھ کر چلے گئے۔ سو یاد رکھو روزی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہی بہترین روزی دینے والا ہے۔ اس مالک کے غلام کو یہ اندیشہ نہیں ہونا چاہئے۔ اس تنبیہ و تادیب کے بعد صحابہؓ کی شان وہ تھی۔ جو سورہ "نور" میں ہے رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

(تنبیہ) 'لھو' کہتے ہیں ہر اس چیز کو جو اللہ کی یاد سے مشغول کر دے۔ جیسے کھیل تماشہ شاید نقارہ کی آواز کو "لہو" سے تعبیر کیا ہو

تنبیہ

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

(التوبۃ۔ ایت ۲۴۔ ع ۳)

ترجمہ۔ کہہ دے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں۔ اور سوداگری جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو۔ اور مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیارے ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے۔ اور اللہ نافرمانوں کو راہ نہیں دکھاتا۔

حاشیہ حضرت مولانا عثمانیؒ

"یعنی خدا و رسول کے احکام کا امتثال اور ہجرت یا جہاد کرنے سے یہ خیال مانع ہو کہ کنبہ برادری چھوٹ جائیگی اموال تلف ہوں گے۔ تجارت ماند پڑ جائے گی۔ یا بند ہو جائے گی۔ آرام کے مکانوں سے نکل کر بے آرام ہونا پڑیگا تو پھر خدا کی طرف سے حکم سزا کا انتظار کرو۔ جو اس تن آسانی اور دنیا طلبی پر آنے والا ہے۔ جو لوگ مشرکین کی موالات یا دنیوی خواہشات میں پھنس کر احکام الٰہیہ کی تعمیل نہ کریں۔ اُن کو حقیقی کامیابی کا راستہ نہیں مل سکتا۔ حدیث میں ہے۔ کہ جب تم بیلوں کی دُم پکڑ کر کھیتی باڑی پر راضی ہو جاؤ گے۔ اور "جہاد" چھوڑ بیٹھوگے۔ تو خدا تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا۔ جس سے کبھی نکل نہ سکوگے۔ یہاں تک کہ پھر اپنے اپنے دین (جہاد فی سبیل اللہ) کی طرف لوٹ آؤ"۔

حاصل یہ نکلا کہ ہمیں دین پر اس قدر مستحکم ہونا چاہئے۔ کہ دنیا کی کوئی طاقت یا چیز ہمیں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر چلنے سے روک نہ سکے۔

نقصان والی تجارت

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝

(البقرۃ ایت ۱۵۔ ع ۲)

ترجمہ۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی سو ان کی تجارت نے نفع نہ دیا۔ اور ہدایت پانے والے نہ ہوئے۔

یہ منافقین کا حال ہے۔ حضرت مولانا شیخ التفسیر صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔ "منافق ذو وجہین ہیں۔ مسلمانوں میں مسلمان بنتے ہیں۔ اور اعدائے اسلام ان کے بھی خواہ اور ہم مشرب کہلاتے ہیں۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کے دربار میں ان کا حصہ در اصل ہدایت تھی۔ لیکن شامت اعمال کے باعث بجائے ہدایت کے انہوں نے گمراہی پائی۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔ آمین

ایم غازی غوث صاحب

غلامی کا مسئلہ

قسط دوم

دوسرا اعتراض عورتوں کو باندیاں بنانے کا ہے۔ کہ ان کو سامان تعیش بنایا جاتا ہے ان کو امراء بڑی تعداد میں خریدتے اور ہوس رانی کرتے ہیں۔ آج کل عیسائی مشنریاں اس اعتراض کو نہایت بھونڈے طریقہ سے پیش کر کے مسلمانوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتی ہیں اس لئے اس کو تفصیل سے سمجھانا ضروری ہے

اس سوال کے دو حصے ہیں۔
ایک تو عورتوں کو باندی بنانا دوسرے ان کو ہوس رانی کا ذریعہ گرداننا۔

پہلی بات کا تفصیلی جواب گذر گیا ہے۔ تمام عورتوں کو یا آزاد عورتوں کو باندی بنانے کی بحث نہیں ہے۔ بلکہ حالت جنگ میں گرفتار ہونے والیوں کی ہے۔ جو لوگ ہم پر قابو پا کر ہمیں قتل کرنے اور ہماری مستورات کو باندیاں بنانے پر آمادہ تھے ان پر قابو پانے کے بعد یہ حق ہم کو کیوں حاصل نہیں ہے۔ جب ایسی عورتیں مسلمان فوج کے قبضہ میں آتی ہیں ان کے بارہ میں بھی امیر کو اسلام نے اختیارات دئے ہیں۔ وہ رہا بھی کر سکتا ہے اور باندیاں بھی بنا سکتا ہے۔

باندیاں بنانے میں وہی حکمت مضمر ہے جو مردوں کو غلام بنانے میں بیان کی گئی۔ کہ یہ اسیران جنگ کی حفاظت اور سزا دونوں کا آسان طریقہ ہے۔

مقاصد جنگ کا اختلاف

اس کو یوں سمجھیں کہ اسلام جنگ کا اصل مقصد اعلاء کلمۃ اللہ قرار دیتا ہے اور اگر اللہ کے نام کو بلند کرنے اور اسلام کی عزت کے لئے لڑنے کے سوا کوئی اور نیت ہو۔ مثلاً یہ کہ مجھے مال ملے یا بہادر کہلاؤں اور نام پاؤں تو ایسا شخص قتل ہو کر شہید نہیں کہلاتا۔ جنگ کے بعد یعنی جنگ جیتنے پر ملک میں حق کا اقتدار اور امن کا قیام مقصود ہوتا ہے تاکہ ہر شخص دین و ایمان کے بارہ میں آزادی سے سوچ سکے۔ کفار کا مقصد صرف اقتدار ہوتا ہے وہ عدل و انصاف اور مساوات کی آسمانی حکومت نہیں چاہتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں پر غالب آکر ان کے دین کو ختم کیا جائے۔ املاک پہ قبضہ اور مردوں اور عورتوں کو ذلیل کریں وہ مفتوحہ ممالک کی عزّت و ناموس کو ایسا برباد کر دیتے ہیں کہ شیطان بھی پناہ مانگے۔ گذشتہ دوسری جنگ عظیم میں جب جاپان پر امریکہ کو فتح حاصل ہوئی اور جنرل میکارتھر کی کمان میں بھاری تعداد میں امریکی فوج جاپان میں جا اُتری تو تھوڑے عرصہ میں جاپان میں بیس لاکھ حرامی بچّے پیدا ہو گئے۔ یہ بچّے کیسے پیدا ہوئے اس کی تفصیل میں جانے سے حیا مانع ہے۔ یہ ترقی کا زمانہ ہے تہذیب عروج پہ ہے۔ تعلیم اور شائستگی میں امریکہ اقوام و ملل کی امامت کا مدعی ہے۔ فوج باغی نہیں ہے باقاعدہ افسروں کی فرمانبردار ہے تو یوں سمجھیں کہ جو کچھ ہوا وہ آج کے ترقی یافتہ دور میں قابل اعتراض نہیں بلکہ عین تہذیب ہے اور آج تک کسی پادری نے اس کے خلاف لب کشائی نہیں کی۔ غرضیکہ جن لوگوں کے ہاتھ میں اللہ تعالےٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن نہیں ہوتا در اصل ان کا کوئی ضابطۂ اخلاق نہیں ہو سکتا۔ وہ مادی ترقی تو کر سکتے ہیں مگر اخلاق و روحانیت کا وہاں جنازہ نکلا ہوا ہوتا ہے۔

یہ ہوتا ہے کہ جب جنگ اور جنگ کے بعد ایسا ہوتا ہے اور ہمارے مخالفین ہمارے اموال و املاک ہماری عزت و ناموس اور ہمارے مردوں اور عورتوں سب کو اپنے استعمال کی چیزیں سمجھتے اور اسی لئے لڑتے ہیں خاص کر قبل از اسلام اور اسلام کے ابتدائی زمانہ میں غلام اور باندی بنانے کا عام رواج تھا تو اللہ تعالیٰ نے کفار کے عمل کے جواب میں اس کی اجازت دی۔ مگر اس کو اتنا محدود، مہذّب اور باقاعدہ کیا کہ اس سے بہتر ہونا ناممکن ہے۔ امریکہ اور جاپان کی مثال آپ سن چکے ہیں۔ حیدرآباد دکن پر جب نہرو نے پولیس ایکشن کے نام سے فوج کشی کی تو اس وقت کے بعض اخباروں نے لکھا تھا کہ ایک ہزار مسلم مستورات کو ننگا کر کے فوج میں تقسیم کیا گیا۔ اور جو کچھ سکھوں نے انقلاب کے وقت کیا وہ تو دنیا جانتی ہے۔

اہل اسلام کا عمل

اس کے مقابلہ میں اہل اسلام نے مفتوحہ ممالک کے مردوں عورتوں کو تو کیا چھیڑنا تھا۔ اکثر اوقات ان کے املاک بھی ان کے پاس رہنے دئے اور کوئی نہیں ثابت کر سکتا کہ مسلمان غازیوں نے ایک ہزار سال میں کسی مفتوحہ ملک میں بداخلاقی اور بے حیائی کا مظاہرہ کیا ہو۔

ہاں جنگ میں مردوں اور عورتوں کا قید ہونا ناگزیر ہے۔ مردوں کا ذکر گذر چکا عورتوں کے بارہ میں اسلام نے غیر اقوام کے مذکورہ طرز عمل کو جائز نہیں رکھا۔ ان کی حفاظت اور سزا دونوں کا ایسا فطری طریقہ بتایا کہ اس سے بہتر ہونا ناممکن ہے۔ تقسیم تو ان کو بھی سب مناسب مسلمانوں میں کر دیا۔ مگر فطری اصول و ضروریات اور ضابطۂ اخلاق کا مکمل خیال رکھا

اس کے لئے پہلے ایک مقدمہ ذہن نشین کیجئے کہ

مقدمہ ۱

فطری بات ہے کہ عورت کو جوڑے کی ضرورت ہے اگر اس کو ساری عمر اس سے محروم کر دیا جائے تو یہ ایک تو اس کی فطری خواہش کو ذبح کرنا ہے دوسرے معنوں میں فتنوں اور بدمعاشی کا دروازہ کھول دینا ہے۔

جس ملک میں دس بیس ہزار عورتیں بلا خاوند کے ہوتی ہیں یا ان کو خاوند نہیں ملتا وہ ملک بداخلاقی کی وباء کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ اور امریکہ میں چونکہ عورتیں مردوں سے لاکھوں کی تعداد میں زیادہ ہیں۔ اس لئے وہاں کوئی اخلاقی بند نہیں باندھا جا سکتا۔ عورتوں کو بہر صورت خاوند چاہئے ورنہ وہ سارے ملک کے لئے باعث فتنہ بن جاتی ہیں۔ غیر قوموں نے جنگ میں اور جنگ کے بعد قیدی اور آزاد عورتوں کو صرف ہوس رانی کا ذریعہ بنایا۔ نہ ان کی عصمت بچانے کا خیال کیا۔ نہ ان کو خاوند مہیا کیا۔ اور نہ اپنایا۔

مقدمہ ۲

عورت کی اس فطری ضرورت کی اہمیت کے سوا یہ بھی ظاہر ہے کہ اس کو بوالہوسوں کا تختۂ مشق اور معاشرہ کے لئے ناسور بننے سے بچانے کے لئے اس کے لئے کسی ایک مرد کا متعین کرنا ضروری ہے جس کے سوا کوئی دوسرا اس سے ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے اور اس کی اولاد بھی جائز اولاد پیدا ہو عام طور پر اہل عالم اس قسم کے تعین کو شادی کہتے ہیں جس کے مختلف طریقے مختلف ادیان اور مختلف اقوام میں علیحدہ علیحدہ مقرر ہیں۔ شادی کا چرچا کرنا اسی لئے ضروری ہوتا ہے کہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ فلاں جوڑے کے باہمی تعلقات کی اجازت مذہب (سوسائٹی) نے دے دی ہے اس طرح ہو جانے کے بعد ان کی اولاد بھی جائز اولاد سمجھی جاتی ہے۔

اب یہاں چار ضرورتیں اکٹھی ہو گئیں۔

۱۔ ان دشمن مستورات کو ان کے تباہ کن ارادوں کی سزا۔

۲۔ ان کا انتظام، قیام و طعام بود و باش۔

۳۔ ان کی فطری ضرورتوں کا اہتمام

۴۔ ان کی عصمت کی حفاظت اور آوارہ گردی کی روک تھام تاکہ ملک میں اوباشوں کا طبقہ پیدا نہ ہو سکے۔

اسلام نے جو ضابطہ مقرر فرمایا وہ ان چاروں ضروریات کا حل ہے ہر اسیر عورت کو ایک مرد کے حوالہ کر دیا جو اس کے مناسب حال ہو۔

۱۔ اس سے لڑنے والی قوم کو جنگ کی سزا بھی مل گئی۔ کہ ان کا نام لونڈیاں رکھا گیا اور ان کا درجہ آزاد عورتوں اور نکاح کی بیبیوں سے کم کر دیا گیا۔

۲۔ عورتوں کی رہائش اور بود و باش کا بہترین انتظام ہو گیا جس کے بعد وہ اس گھرانے کو اپنا گھرانہ سمجھے۔

۳۔ عورت کی فطری ضرورت کا انتظام بھی ہو گیا کیونکہ اس کے اس مالک کو اس سے ہر طرح کام لینے کی اجازت دی گئی۔

۴۔ اس کی عصمت و ناموس کو بھی محفوظ کر دیا گیا کیونکہ اس آقا کے بغیر کسی کو اس کو نظر بد سے دیکھنے تک کی اجازت نہیں ہے اور نہ اس کی اجازت ہے کہ آقا اس سے بدفعلی کرائے۔ اور عام قاعدہ، قومی معاشرہ اور مذہبی حکم کی وجہ سے ان کے باہمی تعلقات کو جائز اور ان کی اولاد کو صحیح اولاد قرار دے دیا گیا۔ اس کے سوا ان کو زیور علم سے آراستہ ہونے کا موقعہ اور بہترین صفات اختیار کرنے اور عبادات و معاملات میں عام مسلمانوں کی طرح حقوق دینے سے ان کے لئے ہر طرح کی ترقی کے راستے کھول دئے گئے چنانچہ اسلامی تاریخ میں کتنی ہی باندیاں گزری ہیں جو مخدوم خلائق بنیں اور ہر طرح کے عزو شرف سے ہمکنار ہوئیں۔

باندیاں بیچنا

ایک اعتراض یہ ہے کہ باندیوں کی بیع و شراء جائز ہے جس کی وجہ سے متمول یا رئیس طبقہ بیبیوں خرید کر ہوس رانی کرتا تھا۔

بیچنا تو کوئی قابل اعتراض بات نہیں اس زندگی میں ایسے قسم کے موڑ آتے ہیں کہ آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے۔ اور پھر وہ دوسرے مکان کی زینت بن جاتی ہے۔ اسی طرح اگر آقا کی طبیعت باندی سے نہ ملی یا اس کی حفاظت کا کام اس کے لئے دشوار تھا یا اور اسی طرح کی مجبوری پیش آگئی تو وہ اپنا حق ملکیت دوسرے کو منتقل کر دے تو اس میں کیا نقصان ہے کیا یہ بہتر ہوگا۔ کہ اس بیچاری پر ظلم کرنے، مارنے پیٹنے لگ جائے اس کی خواہش کا خیال نہ کرے اور اس کی زندگی دو بھر کر دے۔ بیچنے کے بعد مندرجہ بالا تمام فوائد اور حقوق حسب سابق حاصل ہو جائیں گے۔ جیسے بیوی کو طلاق دینے کے بعد خاوند بدل جاتا ہے یہاں مالک بدل جائے گا۔

عملاً ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات باندی آقا کو اپنی آزادی پر راضی کر دیتی ہے اگر وہ ایک لفظ (تو آزاد ہے) منہ سے کہہ دے وہ اسی وقت آزاد ہو جائے گی۔ اسی طرح وہ معاوضہ دے کر آزادی کے لئے بھی مالک کو راضی کر سکتی ہے اگر مالک ایسا کہہ دے تو پھر اس کو نہیں بیچ سکتا۔ اسی طرح اولاد ہونے کے بعد بھی اس کی پوزیشن بدل جاتی ہے پھر اس کو ام ولد کہا جاتا ہے۔

باقی رہا ہوس ران امیروں کی بات۔ تو ایسے لوگ ہر جائز قانون سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے

رہتے ہیں ان کی وجہ سے اصل قانون پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے لوگوں کی تعداد لاکھوں میں ایک آدھ ہوتی ہے۔ تعجب ہے کہ اس طرح کے شاذ و نادر واقعات کی آڑ میں وہ لوگ اسلام پر اعتراض کرتے ہیں جو رضامندی سے زنا کو جرم ہی نہیں سمجھتے، چاہے بیسیوں عورتوں سے ہو۔ اور جو اپنی طرف سے اس قسم کے قیدیوں کا کوئی صحیح حل پیش نہیں کر سکتے بلکہ طوفان بدتمیزی کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ پھر چند امراء کے اس طرح کرنے سے اسیران جنگ یا باندیوں کے آرام یا حفاظتِ عصمت میں تو کوئی فرق نہیں پڑا۔ ان کے ساتھ تعلق رکھنے کا حق صرف اس ایک امیر ہی کو ہو سکتا ہے۔ جو اس کا مالک کہلاتے۔ اس طرح وہ باندی سوسائٹی کے لئے ناسور بھی نہیں بن سکتی اور اس کے قیام و طعام کا بھی معقول انتظام ہو گیا۔ بہر حال جنگی نقطۂ نظر سے جو انتظام کیا گیا تھا ان کے فوائد میں کوئی کمی نہیں آئی۔ باندی کی پوزیشن بھی بجائے غریب سے امیر سے جڑنے کی وجہ سے گری نہیں کچھ بلند ہی ہوئی۔ بہر حال اس قسم کے شاذ و نادر واقعات سے اصل قانون پر کوئی زد نہیں پڑ سکتی خاص کر جب کہ اس قانون سے بہتر یا اس کا متبادل قانون دنیا والوں کے پاس موجود نہیں ہے پھر بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری یہ بحث صرف اسیرانِ جنگ کی ہے۔ جاپان کی طرح عمومی زنا کا تو اسلام میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

قطع تعلق کا جواز

ان گرفتار شدہ عورتوں کا تعلق نکاح اپنے سابقہ کافر خاوندوں سے باقی نہیں رہا۔ جیسے ایک جج، خاوند کے کسی غلط طرزِ عمل کی وجہ سے عورت کا نکاح خاوند سے توڑ دیتا ہے اسی طرح ایک حکومت دوسرے ملک کی تباہ کن جنگ کی سزا میں گرفتار شدہ عورتوں کے تعلق کو اپنے پرانے مردوں سے کالعدم قرار دے دیتی ہے

اور جیسے دشمن کے مفتوحہ ملک سے اس کا مالکانہ و حاکمانہ تعلق قطع ہو جاتا ہے اور بطور سزا کے جنگ کے مسلمہ قاعدہ کے تحت دشمن کے اموال و اسلحہ پر حریف قابض ہو جاتا ہے اور یہ شکست ہی اس کی ملکیت زائل ہونے کا سبب سمجھا جاتا ہے بعینہ اسی طرح اسیر عورتوں سے خاوندی کے حقوق بھی ان کے زائل ہو جانا جنگ کا بلا واسطہ نتیجہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے (۱) کہ اسلام نے غلام یا باندی بنانا فرض نہیں کیا۔ البتہ خاص حالات میں اس کی اجازت دی ہے۔

۲۔ خاص کر ایسے زمانہ اور ملک میں جہاں کا عام رواج یہ تھا اور جو ہمارے ساتھ بھی یہ کرتے تھے

۳۔ پھر غلام یا باندی بنانے میں تمام معقول امور اور انسانی حقوق و ضروریات کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

۴۔ دنیا کے پاس کوئی متبادل تجویز اس سے بہتر نہیں ہے۔

۵۔ اور آج کل کی مہذب دنیا کو تو اسلام پر نکتہ چینی کا حق ہی نہیں ہے۔

افسوس اب امیرِ شریعت نہیں رہا
وہ رازدارِ ختمِ نبوّت نہیں رہا

حضرت امیرِ شریعت کے وصال پر عوام کا جوش و خروش

ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی اور جلسے

بطل جلیل مجاہد اسلام امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے سانحہ ارتحال کی جانکاہ اطلاع دارالعلوم حقانیہ میں ایک صاعقہ بن کر گری جس کسی نے یہ اندوہناک خبر سنی اس نے شدید کرب و غم کا اظہار کیا۔ حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ نے جو ابھی چند روز قبل ملتان میں حضرت شاہ صاحب کی عیادت کے لئے اترے تھے۔ اور مزاج پرسی فرمائی تھی نے اس المناک سانحہ پر دارالعلوم حقانیہ کے ایک تعزیتی جلسہ میں تاثرات ظاہر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ شاہ جیؒ کی ذات ستودہ صفات نہ صرف مسلمانان پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے ایک بے بدل سعادت تھی۔ آپ اکابرین دیوبند کے قافلۂ جہاد کے آخری سالار تھے وہ عظیم مجاہد جیسے مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے امیر شریعت بنا کر اس کے ہاتھوں میں ہاتھ دیا اور حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ نے ناموس رسالت کے اس للکارتے ہوئے مجاہد کے پاؤں رات کی تاریکیوں میں دباتے۔ ملک و وطن کی آزادی اور اور بارگاہ رسالت کی ناموس اور اسلام کی حفاظت کے لئے جو شب و روز بر سرپیکار رہے۔ افسوس وہ بوڑھا مجاہد آج ہمیں داغ مفارقت دے گیا۔ حق تعالیٰ نے آپ کو علم و عمل، جوش، ولولہ، اعلیٰ کردار و اخلاق، عزم استقلال اور ہمدردیٔ خلائق، سحربیانی اور شعلہ فشانی کے وہ تابناک جوہر عطا فرمائے جو صدیوں بعد کسی انسان کو نصیب ہوتے ہیں۔ آپ کی زندگی ہمیں عزیمت اور حمایت حق و صداقت اور جذبۂ جہاد اعلائے کلمۃ اللہ کی درس دیتی ہے۔ جسے دنیا کی تمام باطل قوتیں اکٹھی ہو کر پھر شکست نہیں دے سکتیں۔ سامراجی طاقت کو مٹانے کے لئے آپ کی ہمت، جرات اور جانبازی نے ہندوستان کو گرمایا۔ افسوس میرے پاس وہ الفاظ نہیں۔

جن سے میں اس بہادر مرد مومن کی بارگاہ میں نذر عقیدت پیش کروں۔ دارالعلوم حقانیہ کے دارالحدیث میں قرآن خوانی تعزیتی اجتماع سے قبل آپ نے شاہ جیؒ کے صاحبزادے سید ابوذر بخاری ملتان کو ٹیلیگرام میں کہا کہ "شاہ جیؒ کے وصال سے مسلمان جنگ آزادی کے بہادر جرنیل اکابرین دیوبند کے لاڈلے مجاہد اور آخری یادگار ناموس رسالتؐ کے جان نثار پروانے اور ہم متعلقین دارالعلوم حقانیہ اپنے مشفق اور بے پناہ مخلص سرپرست سے محروم ہو گئے۔ اس جانکاہ حادثہ میں غمزدہ خاندان اور تمام مسلمانان کے ساتھ شریکِ غم ہیں۔ تمام طلبہ، اساتذہ نے شاہ جیؒ کے ایصال ثواب اور رفع درجات کے لئے قرآن خوانی کی۔

(ناظم۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

آج مورخہ ۲۲ اگست حیدر آباد میں جیسے ہی امیر شریعت حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے انتقال پُرملال کی خبر پہنچی۔ مدرسہ میں ایک صفِ ماتم بچھ گیا۔ طلباء اور مدرسین حضرات نے حسب الحکم صدر المدرسین جناب مولانا عبدالرؤف قرآن خوانی شروع کی۔ مدرسہ کے ہر دو شعبوں کے طلباء و اساتذہ نے دو مرتبہ ختم قرآن کیا۔ مدرسین مدرسہ مفتاح العلوم مولانا شمس الدین صاحب و مولانا عبدالطیف نے حضرت شاہ صاحب مرحوم کی زندگی کے اہم واقعات اور ان کی مجاہدانہ سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے طلباء کو حضرت شاہ صاحب مرحوم کے نقشِ قدم پر چلنے کی تاکید کی۔ نیز مولوی الٰہی بخش متعلم مدرسہ مفتاح العلوم نے شاہ صاحب مرحوم کے ساتھ تحریک میں شامل ہو کر اپنے چشم دید واقعات طلباء کے سامنے بیان کئے۔ اخیر میں مولانا عبدالرؤف صاحب صدر مدرس نے اور تمام طلباء نے شاہ صاحب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہوئے ان الفاظ پر ختم کیا کہ خداوند قدوس شاہ صاحب کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ہم کو ان کے نقشِ قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور مرحوم کے پسماندگان اور متعلقین کو اس عظیم صدمہ کے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ مدرسہ مفتاح العلوم میں آج اس صدمۂ جانکاہ کی بناء پر درس و تدریس کا سلسلہ بند رہا اور نماز ظہر کے بعد تین مرتبہ ختم قرآن کریم بغرض ایصال ثواب شاہ صاحب مرحوم کے روح پُر فتوح پر کیا گیا۔

ہم مسلمانانِ عالم خصوصاً علماء پاکستان، شاہ صاحب مرحوم کے لواحقین کے ساتھ اس صدمۂ جانکاہ میں برابر کے شریک ہیں اور دست بدعا ہیں کہ خداوند قدوس ان پر خاص نعمتوں اور رحم و کرم کے جوار میں شاہ صاحب مرحوم کے روح کو جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

(جلسۂ تعزیت۔ مدرسہ مفتاح العلوم حیدر آباد)

۲۲/۲۳ اگست دونوں دن قرآن مجید کے ختم ہوتے رہے۔ اور حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی روح مبارک کو ثواب پہنچاتے رہے۔ نیز ۲۱ اگست کی نماز عشاء سے لے کر اب تک ہر نماز کے بعد ہر نمازی تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ کر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو بخشتا ہے۔ اور درس قرآن مجید اور درس حدیث کے بعد بلا ناغہ حضرت شاہ صاحبؒ کے لئے دعا کی جاتی ہے۔ والسلام

قاری نذیر احمد غفرلہ

مہتمم مدرسہ عربیہ اشرف المدارس۔ رحیم یار خاں

مدرسہ فرقانیہ چاکیواڑہ کے اساتذہ اور طلباء کا ایک اجتماع مدنی مسجد میں منعقد ہوا۔ ختم قرآن کے بعد مولانا عبدالحق صاحب حقانی ناظم اعلیٰ نے حضرت امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کی وفات کو قوم کے لئے ایک سانحۂ عظیم اور پوری ملّت کے لئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔ حضرت امیر شریعت اسلام اور جنگ آزادی کے لئے ایک نڈر مجاہد تھے۔ ان کی وفات سے ہند و پاکستان کے مسلمان ایک جادو بیان مجاہد اور حق گو خطیب سے محروم ہو گئے۔ اس سلسلہ میں ان کی خدمات اور قربانیوں کو ہند و پاکستان کے باشندے کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ حق تعالےٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔ دعاء کے بعد مدرسہ فرقانیہ میں عام تعطیل کا اعلان کیا گیا۔

عبدالصمد

سفیر مدرسہ فرقانیہ مدنی مسجد چاکیواڑہ (کراچی)

انجمن اصلاح المسلمین کے زیر اہتمام مورخہ ۲۲/۸/۶۱ بعد از نماز عشاء جامع مسجد میں خطیب اعظم سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی وفات حسرت آیات پر ایک تعزیتی اجتماع ہوا۔ جس میں امیر شریعت کی حسرت ناک وفات کو ملک و ملّت کے لئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان قرار دیا۔ مختلف مقررین نے شاہ صاحب مرحوم کی زندگی پر روشنی ڈالی۔ اور ایک قرار داد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ امیر شریعت کے شایانِ شان یادگار قائم کی جائے اس مقصد کے لئے بخاری میموریل فنڈ قائم کیا جائے۔

غلام رسول

جنرل سیکرٹری انجمن اصلاح المسلمین (رجسٹرڈ) پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ

ہم اراکین انتظامیہ کمیٹی مسجد فاروقیہ گوجرانوالہ حضرت امیر شریعت کی وفات پہ اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں حضرت شاہ صاحب جنگ آزادی کے جرنیل اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جان نثار تھے۔ شاہ جی کی موت عالم اسلام کے لئے ایک عظیم حادثہ ہے۔ حضرت امیر شریعت کی موت سے جو خلاء پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا ناممکن ہے۔

شاہ جی کی وفات کی خبر سنتے ہی مسجد فاروقیہ میں دعائے مغفرت مانگی گئی۔ خداوندِ عالم اپنے اس عظیم مجاہد کو اپنے جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

نذرانۂ عقیدت

تیری حق گوئی پہ اس قوم کو بس ناز رہے گا
تا ابد اس میں تیرے غم کا ہی آغاز رہیگا
محبت رہے گی عقیدت رہے گی
زمانے کو تیری ضرورت رہے گی

محمد اسمٰعیل اختر۔ مسجد فاروقیہ گوجرانوالہ

حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ

صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت کیلئے ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرار داد بالاتفاق رائے پاس کی گئی

"جمعیۃ الطلبہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی کا یہ اجلاس خطیب امت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہم اللہ کی وفات حسرت آیات کو اسلام کے عصر حاضر کا ایک عظیم سانحہ قرار دیتا ہے۔ حضرت مرحوم تحریک آزادی کے ایک بیباک جفاکش مجاہد ایک سحر انگیز خطیب اور ایک بے لوث خادم دین تھے۔ فرق باطلہ اور فتن مفسدہ کے سومنات کو جس طرح حضرت مرحوم نے پاش پاش کیا اُس کی نظیر ماضی میں کم از کم دو صدیوں میں ملنی مشکل ہے ان کی وفات سے مسلمانوں کے لئے جو ایک عظیم خلاء پیدا ہوا ہے اُس کو پُر کرنے کے لئے مستقبل میں کوئی توقع نہیں۔

یہ اجلاس حضرت مرحوم کے پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ خصوصاً جناب محترم مولانا عطاء المنعم سے اظہار ہمدردی کرتا ہے اور خدائے قدوس سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

جمعیۃ الطلباء، مدرسہ عربیہ اسلامیہ، نیو ٹاؤن کراچی

آج رات سوا آٹھ بجے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی وفات کی خبر سن کر سارے شہر میں رنج و الم کی لہر دوڑ گئی۔ اسی سلسلہ میں دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ میں ایک تعزیتی جلسہ ہوا جس میں حضرت مولانا قاری محمد امین اور مولانا فضل حق صاحب نے شاہ جی کی دینی اور ملکی خدمات پر روشنی ڈالی آخر میں اس حادثہ کو ملت اسلامیہ کے لئے سانحہ عظیم قرار دیا گیا۔ جلسہ میں مدرسین و طلباء کے لئے علاوہ معززین شہر نے بھی شرکت کی۔ آخر میں تین عدد قرآن پاک ختم کر کے شاہ جی کی روح کو ایصال ثواب کیا گیا۔

ناظم۔ نشر و اشاعت دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ، راولپنڈی

سمندری۔ ۲۲ر اگست۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر علاقہ سمندری میں صف ماتم بچھ گئی اور یہ خبر جنگل کی آگ کی مانند آناً فاناً پھیل گئی آپ کے معتقدین کافی تعداد میں ملتان روانہ ہو گئے۔ ملتان سے واپس آ کر ۲۵ر اگست کو عظیم اجتماع اظہار غم اور دعائے مغفرت کی گئی بائیس قرآن مجید ختم کر کے مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کیا گیا۔ مولانا محمد علی جانباز نے امیر شریعت کی مختصر سوانح عمری بیان فرمائی۔ مرحوم نے ملک میں دو شعبے قائم کر کے ملک و ملت کی بے لوث خدمت سر انجام دی۔ ایک شعبے کا کام ملک سے فرنگی حکومت کا خاتمہ اور ملک کی آزادی تھا۔ جس کے لئے مرحوم نے ۸ سال قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ دوسرے شعبے کے ذمہ اسلام کی تبلیغ اور تحفظ ختم نبوت تھا۔ دونوں شعبوں نے نہایت کامیابی کے ساتھ ملک و ملت کی خدمت سر انجام دی۔ مرحوم کی تجہیز و تکفین سے قبل مرحوم کا جانشین منتخب کرنے کا سوال تھا۔ چنانچہ مرحوم کے بڑے صاحبزادے حضرت سید عطاء المنعم کو بالاتفاق جانشین منتخب کیا گیا اور عظیم الشان اجتماع میں یہ رسم ادا کی گئی اور فیصلہ ہوا کہ مرحوم کا جانشین نماز جنازہ پڑھائے۔ سمندری کے عظیم اجتماع میں اس عہد کا اعادہ کیا گیا کہ ہم امیر شریعت کے نقش قدم پر چل کر اسلام کی تبلیغ اور اسلام کے اساسی اصولوں خصوصاً ختم نبوت کا تحفظ کریں گے۔ مرحوم کے لواحقین کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی اور اُن کے غم و اندوہ میں برابر کی شرکت کا اظہار کیا گیا۔

(سمندری)

مورخہ ۲۲ر اگست ۱۹۶۱ء کی شب چنیوٹ کے تاریخی شہر میں ایک تعزیتی جلسۂ عام حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی وفات حسرت آیات پر منعقد ہوا۔ شاہ صاحب کو خراج عقیدت پیش کرنے اور مرحوم کی سیرت پر روشنی ڈالنے اور دعائے مغفرت کے لئے، احساسات غم اور اظہار تعزیت کے لئے انجمن تبلیغ الاسلام نے اپنی شاندار روایت کے مطابق ایک عظیم الشان تعزیتی جلسے کا انتظام کیا۔ اس جلسے میں متعدد مقامی علمائے کرام اور شعرائے گرامی نے شرکت کی۔

جناب ابوسعید حیرت جلالپوری، احمد بخش چشتی، ابوسیف عتیق الرحمان، کالعدم احرار کے سرگرم کارکن ملک اللہ دتہ، چوہدری فیض اللہ، مولانا عبدالحق اہلحدیث، مولانا عبدالکریم، مولانا دوست محمد ساقی، مولانا محمد وارث، شیخ محمد یوسف سالار، مولانا حبیب الغفور مولانا صید زمان مدظلہم نے علی الترتیب اپنے اپنے خیالات، احساسات اور نغمات سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔

اس عظیم جلسہ کی صدارت جناب مولانا صید زمان صاحب خطیب جامع مسجد چنیوٹ نے فرمائی۔ عقیدت مندوں کی ایک کثیر تعداد موجود تھی اور صحن شاہی مسجد میں رات کے بارہ بجے تک حاضرین پورے صبر و سکون کیساتھ شعرائے گرامی کے کلام بلاغت اور مقررین حضرات کے احساسات غم سے پوری طرح محظوظ ہو رہے تھے۔

سب سے پہلے تلاوت قرآن مجید ہوئی اور اس کے بعد جناب ابوسعید حیرت جلالپوری نے ایک بے لوث کارکن، جانباز سپاہی اور مجاہد ملت پر ایک تعزیتی نظم سے عقیدت و محبت کے پھول نچھاور کئے جس نے سامعین کرام کو ایک نیا ولولہ اور ایک نئی تڑپ بخشی۔ حیرت صاحب ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ کیونکہ آپ نے بر وقت ہمارے کہنے پر برجستہ ایک تعزیتی نظم لکھی۔ ایک شعر بطور نمونہ لکھ دیتا ہوں۔ ملاحظہ

افسوس اب امیر شریعت نہیں رہا
وہ راز دارِ ختم نبوت نہیں رہا

بعد ازاں مولانا دوست محمد ساقی نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ آج ہم ایک ایسے عظیم قومی لیڈر مذہبی راہنما اور خطیب ایشیا سے محروم ہو گئے ہیں۔ جس کے لئے اقوام و ملل کو صدیوں تک انتظار کرنا پڑتا ہے اور میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ اس کی خانہ پُری نہایت مشکل اور کسی فرد و بشر کے بس کی بات نہیں۔

سرود رفتہ باز آید کہ ناید
نسیمے از حجاز آید کہ ناید

آپ نے فرمایا کہ مجھ سے چند آدمیوں نے کہا کہ آج مخالفین بغلیں بجا رہے ہوں گے دشمنوں کے یہاں گھی کے چراغ روشن ہوں گے۔ میں کہتا ہوں کہ آخیر وہ بھی تو کوئی ابلیس کی عمر لکھوا کر نہیں لائے اُن کو بھی تو کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کا مزا چکھنا ہے وہ اس زمرہ سے بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں

اس کے بعد مولانا محمد وارث صاحب نے ایک بصیرت افروز اور معرکتہ الآرا تقریر فرمائی کہ نقش گیتی پر ہزاروں نقوش ابھرتے ہیں اور حرفِ غلط کی طرح مٹ جاتے ہیں لیکن ان میں حیات جاویداں اُن ہی لوگوں کے حصّے میں آتی ہے جو اپنی انتھک کوششوں اور مسلسل محنتوں سے قوم کی خوابیدہ روح کو بیدار کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس سے بیشتر شاہ صاحب مرحوم کی ہمعصر شخصیتیں دنیائے فانی سے کوچ کر چکی ہیں۔ اُن کے لئے آپ نے کبھی اس طرح جمع ہو کر اور مل بیٹھ کر اظہار تعزیت نہیں کیا یہ ایک امر واقع ہے کہ مرحوم کا خالصتہً للّٰہ کام کرنا اور خلوص نیّت کے ساتھ راہنمائی کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اکٹھے مل بیٹھ کر اظہارِ تاسف کے لئے مجبور ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ شاہ صاحب مرحوم ملتان میں جس کرائے کے مکان میں رہائش رکھتے تھے آج وہی رہائش وہی مکان ویران و برباد نہیں ہوا بلکہ پوری دنیائے اسلام کی بستی اس سے پوری طرح متاثر ہوئی ہے کیونکہ ایک عالم کی موت ایک عالم کی موت ہوتی ہے اور عالم قوم کا روح رواں ہوتا ہے۔

میں آج سیاست کے میدان میں حیران دیدہ ہو کر دیکھتا ہوں تو مجھے یہ میدان بھی بے آباد معلوم دیتا ہے اور اگر علمائے کرام کی صفوں میں نگاہیں دوڑاتا ہوں تو ان کی صفوں میں بھی صفِ ماتم بچھا نظر آتا ہے۔ خطیبوں کی مجلسوں اور مقرروں کی بزم میں آنکھیں اٹھا کر دیکھتا ہوں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے گویا کہ یہ محفلیں بھی آن واحد میں سُونی ہو گئی ہیں اور ہر سمت اداسی کا دَور دورہ ہے۔ شاہ صاحبؒ مرحوم کی زندگی کا ہر پہلو کیا سیاسی کیا مذہبی کیا ادبی کیا اخلاقی انتہائی مکمل معلوم دیتا ہے جس پہلو پر نظر اٹھا کر دیکھتا ہوں گویا آپ اسی محفل کے لئے پیدا کئے گئے تھے۔

برادرانِ ملّت - یہ ایک ایسا روح فرسا سانحہ حیات ہے جس پر جس قدر اشک ریزی کی جائے کم ہے لیکن صحیح معنوں میں ہم اُن کے مونس و غمخوار اس وقت ہی بن سکتے ہیں جب کہ ہم اُن کے مشن کی اُن کے نصب العین کی تکمیل کی خاطر اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے سے گریز نہ کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دنیائے فانی سے رحلت فرمائی تھی تو صحابہ کرام نے مشن مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں۔

آئیے آج ہم بھی اس بات کا اقرار کریں کہ مشن بخاریؒ کی تکمیل کی خاطر کسی بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ اور بس یہی ایک ذریعہ ہے جس سے ہم شاہ صاحب مرحوم کی روح کو تسکین پہنچا سکتے ہیں۔ بارگاہ رب العزت میں دعا ہے کہ خداوند قدوس، سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

بعد ازاں مولٰنا حبیب الغفور صاحب نے مرحوم کی سیرت پر ایک عالمانہ اور ادیبانہ انداز میں تبصرہ فرمایا۔ کہ آہ! آج ہم مجلس احرار کے بوڑھے باپ، برصغیر کے خطیب اعظم اور عظیم قومی راہنما سے محروم ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مرحوم گوناگوں صفاتِ جمیلہ کے حامل تھے

محمد الیاس قریشی، چنیوٹ

بقیہ اداریہ صفحہ ۳ سے آگے

حال میں ان کا بیان بعض اخباروں میں شائع ہوا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ خاندانی منصوبہ بندی برحق ہے حکومت کو اس سلسلہ میں سستی نہیں کرنی چاہئے حکومت کی آڑ لے کر آپ یہ نہ کہتے تو آپ چاروں طرف سے اس برحق کا جواب سنتے۔ ہم مغرب سے درآمد کئے ہوئے اس برتھ کنٹرول کے بارہ میں کچھ نہیں کہنا چاہتے

اس کے متعلق بارہا بہت کچھ بیان ہو چکا ہے۔ یہاں صرف اتنا اشارہ کافی ہے۔ کہ اس کے موجد اور اس کے استعمال کرنے کے پہلے شائقین جس نیت سے اس کا استعمال کرتے تھے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ صرف آپ کے برحق پر ایک بات یاد آئی ہے۔ وہ سنائی جاتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے بارہ میں فرمایا۔ کَانَا عَلَی الْحَقِّ (کہ یہ دونوں حق پر تھے) یہ سب کی کتابوں میں موجود ہے۔ ایک شخص نے جس کو حضرت شیر خداؓ کے اس فرمان سے اتفاق نہ تھا۔ اس کا معنی یوں کیا۔ کہ کَانَا غَالِبَیْنِ عَلَی الْحَقِّ (کہ یہ دونوں بزرگ حق پر غالب آگئے تھے۔ یعنی انہوں نے حق کو مغلوب کر ڈالا تھا) سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم کتنی دور کی کوڑی لائے ہیں۔ ممکن ہے۔ مولوی غلام مرشد صاحب بھی برحق کا معنی یہی کرتے ہوں۔

ایک عجیب بات یہ ہے۔ کہ اس بیان میں انہوں نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ مسلمانوں میں مرزائیوں کا طبقہ پڑھا لکھا ہے۔ انہوں نے اس مسئلہ پر ایک بڑا بہترین رسالہ بھی لکھا ہے۔ لیجئے جناب کیا مرزائیوں کا رسالہ لکھنے سے برحق ہونا ثابت ہو گیا۔ معلوم نہیں اس طرح مولوی صاحب موصوف نے مرزائیوں کی تعریف میں کیوں لذت محسوس کی۔ اور حکومت کے بعد ان کا سہارا کیوں لیا صرف مرزائیوں کا پروپیگنڈا منظور ہے۔ بہر حال مولوی غلام مرشد صاحب کا رویہ عام اہل اسلام کے خلاف رہا ہے۔ اور اب تو ان کی طرف سے فتنوں کی تائید ہوتی رہتی ہے۔ اللہ تعالٰی ان کے شر سے

بچوں کا صفحہ

حضرت نوحؑ علیہ السلام

ایم۔ محمد شفیع ایم۔اے

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد اُن کی اولاد بہت دُور دُور تک پھیل چکی تھی۔ اور تمام دنیا میں آباد ہو گئی تھی۔

انسان کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ دنیا کے مزوں میں مشغول ہو کر خدا کو بھول جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کی رحمت پھر بھی اس کے شامل حال ہوتی ہے اور وہ اپنی رحمتِ عامہ کی وجہ سے کوئی نہ کوئی نبی بھیج دیتا ہے جو پھر دنیا کو بھولا ہوا سبق یاد دلا دیتا ہے اور گمراہ انسانوں کو نیکی کی راہ دکھاتا ہے۔

جب حضرتِ آدمؑ کے بعد دنیا بہت زیادہ ہو گئی اور انہوں نے خدا کے سارے احکام کو چھوڑ دیا جو کہ حضرت آدمؑ اُن کے پاس لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے وقت میں حضرت نوح علیہ السلام کو اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ انہوں نے قوم کو اللہ تعالےٰ کے احکام بتائے۔ اور ہدایت کا راستہ واضح کیا مگر وہ قوم اتنی گمراہ ہو چکی تھی کہ حضرت نوحؑ کی ہنسی اڑاتی تھی۔ اور پتھروں اور گالیوں سے اُن کا استقبال کرتی تھی۔ مگر حضرت نوحؑ ان ساری تکلیفوں کو برداشت کرتے رہے اور خدا کے حکم سناتے رہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوحؑ نے نو سو سال تک تبلیغ کا کام کیا۔

جب قوم نے اُن کے پند و نصائح کی کوئی پروا نہ کی اور روز بہ روز ضلالت و گمراہی میں ترقی کرتے گئے تو اللہ تعالےٰ کو غصہ آیا۔ اور حضرت نوحؑ نے بھی بددعا کی کہ یا اللہ رات دن مَیں نے ان کو پکارا مگر یہ گمراہی میں ہی ترقی کرتے گئے۔ اس لئے ان کو دنیا سے مٹا دے۔ اگر یہ زندہ رہے تو ان کی اولاد بھی کافر ہوگی۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت نوحؑ کو ایک کشتی بنانے کا حکم دیا اور کہا کہ مَیں ایک طوفان بھیجنے والا ہوں جو ساری دنیا پر چھا جائے گا۔ تم خود اور وہ لوگ جو تم پر ایمان لائے ہیں اور اپنے اہل و عیال کو کشتی میں سوار کر لو تاکہ عذاب سے محفوظ رہو۔

حضرت نوحؑ نے قوم کو پکارا کہ عذاب آنے والا ہے اور تم لوگ راہ راست پر آ جاؤ وہ لوگ ہنسی اُڑاتے اور کہتے کہ کیا کشتی خشک زمین پر چلاؤ گے؟

ایک دن یکایک ایک تنور سے پانی کا ایک چشمہ اُبل پڑا جس سے زمین جل تھل ہونے لگی۔ آسمان سے موسلادھار بارش ہونے لگی۔ پھر کیا تھا تمام روئے زمین پر پانی ہی پانی نظر آنے لگا۔ پہاڑ کی چوٹیاں بھی اس میں چھپ گئیں۔ مسلسل چالیس دن اسی طرح ہوتا رہا۔ کہ ادھر زمین پر پانی کے دریا چل رہے تھے اور ادھر آسمان سے سخت بارش ہو رہی تھی حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جس میں بیاسی آدمی تھے جو ایمان لا چکے تھے پانی پر تیر رہی تھی اور اللہ تعالےٰ کے عذاب سے محفوظ تھی اُن کا ایک بیٹا اور بیوی بھی طوفان میں غرق ہو گئے کیونکہ انہوں نے بھی کفار کا ساتھ دیا تھا جب سب لوگ غرق ہو گئے درخت اور پہاڑ سب ڈوب گئے تو آخر آہستہ آہستہ پانی اُترنے لگا حضرت نوحؑ کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی اس کے بعد زمین خشک ہو گئی سب لوگ کشتی سے اُتر آئے اور اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرنے لگے۔

* *

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بذریعہ چٹھی نمبری ۶۲۳۲۱/۷ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

پاک و ہند کے جید علمائے کرام کا مصدقہ

قرآن عزیز

مجلد

تقطیع
۲۹ × ۲۲
۸

مترجم و محشّٰی

مرتبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ

فوائد

۱- ہر سورۃ کا عنوان
۲- ہر رکوع کے شروع میں خلاصہ اور ماخذ
۳- ربطِ آیات
۴- کاغذ، کتابت، طباعت معیاری

ھدیہ: مجلد پارچہ قسم اول آٹھ روپے محصول ڈاک ۱۲/ قسم دوم چھ روپے محصول ڈاک ۱۲/ بذریعہ منی آرڈر پیشگی

ملنے کا پتہ

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور

مسلمان قوم کو غیرت، حمیّت اور اسلام کی دعوت

خطباتِ جمعہ

از حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ

جمعہ کے دن جو خطبہ حضرت شیخ التفسیر مدظلہ ارشاد فرماتے ہیں۔ وہ پہلے "خدام الدین" میں چھپ جایا کرتا ہے۔ اس کے بعد اس کو کتابی شکل دے کر علیحدہ شائع کر دیا گیا ہے۔ اس وقت تک خطبات کی سات جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور آٹھویں جلد زیر طبع ہے۔ سوائے درجہ سوم کے ہر ایک درجہ کی قیمت ایک روپیہ پچیس پیسے ہے۔ تاجران کتب کے لئے خاص رعایت

محصول ڈاک بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ

شعبہ تالیف انجمن خدام الدین

اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور ۸

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا